ستّار ملک

پاکستان اور بھارت کیلئے امن اور دوستی کا سفیر

میری کہانی اور میرا مشن

کیا پاکستان اور بھارت کے تعلقات یورپین اور خلیجی ممالک کی طرح بہتر ہو سکتے ہیں؟

2007ء میں جب میری عمر 27 سال تھی۔ مجھے اچانک آنکھوں کا ایک مخصوص مرض "Kerataconus" لاحق ہو گیا۔ اس مرض میں آنکھوں کی جھلیاں نرم پڑ جانے کی وجہ سے ان کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔ جس سے نظر دھندلی ہونے کے علاوہ تقریباً ختم ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ ڈاکٹروں کے مطابق یہ بیماری تقریباً 2 لاکھ میں سے ایک مریض کو لاحق ہوتی ہے۔ اس بیماری کے باعث میری آنکھوں کی روشنی کافی حد تک ختم اور دھندلی ہونے کی وجہ سے میری زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی جبکہ اس کے علاج پر تقریباً 9 ماہ کا طویل عرصہ لگا اور اس غرض سے مجھے کئی دفعہ علاج کے لئے امریکہ بھی جانا پڑا جبکہ اس عرصہ کے دوران شدید ذہنی تناؤ کی وجہ سے میں نے دنیا سے قطع تعلق کر کے خود واپنے کمرے میں قید کر لیا اور تمام دوست احباب سے تعلقات یکسر ختم کر دیئے۔

ان ایام میں میرا وقت خدا کے حضور پانچ وقت کے سجدوں کے علاوہ پاکستانی اور بھارتی ریڈیو پروگرام سن کر گزرتا تھا۔ اسی دوران پاک بھارت تعلقات کے موضوع پر چلنے والے ایک ریڈیو پروگرام کے دوران لندن میں مقیم ایک خاتون نے فون کیا اور اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ ان کی نظر میں پاک بھارت تعلقات کبھی بھی بہتر نہیں ہو سکتے اور یہ ایک ناممکن کام ہے۔ اس بارے میں مزید گفتگو کرتے ہوئے اس خاتون نے بتایا کہ ان کے والدین کی ملاقات 1960ء میں لندن میں ہوئی اور اس وقت دونوں ایک ہی کالج میں زیر تعلیم تھے۔ جلد ہی انہوں نے شادی کا ارادہ کر لیا۔ لیکن دونوں کے خاندانوں نے اس رشتے کو قبول نہ کیا اور اس رشتے کی مخالفت کی وجہ ان میں سے ایک کا پاکستانی جبکہ دوسرے کا ہندوستانی ہونا تھا۔ حالانکہ دونوں ہی مسلمان تھے لہٰذا دونوں نے اس ساری صورتحال کے باعث کسی کو بھی بتائے بغیر کورٹ میرج کر لی اور جب ان دونوں کے گھر والوں کو ان کی شادی کے بارے میں پتہ چلا تو خاندانی دباؤ کے باعث ان کا یہ رشتہ طلاق کی صورت میں ختم ہو گیا۔ خاتون نے اپنی گفتگو کے اختتام پر یہ بھی کہا کہ انہیں اس بات کا دکھ ہے آج بھی دونوں ملکوں کے مابین یہ نفرت اسی طرح موجود ہے۔

یہ واقعہ سن کر میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ دونوں ملکوں کے تعلقات کئی دہائیوں سے بہتر کیوں نہیں ہو سکے؟۔ امریکہ کی مختلف ریاستوں میں اپنے قیام کے دوران اور خصوصاً برطانیہ میں رہ کر میں نے دیکھا ہے کہ یورپی ممالک نے اتحاد اور امن کی ایک زندہ مثال قائم کی ہے اور یہ تمام وہی ممالک ہیں جنہوں نے 1945ء تک آپس میں خون کی ہولیاں کھیلیں اور آج ان سب ممالک نے اپنا ماضی بھلا کر مل جل کر اتفاق کی ایک زندہ مثال قائم کی ہے۔ اسی وجہ سے یہ تمام ممالک روز بروز تیزی سے ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ ان ممالک میں رہنے والے ہر شہری کے سر پر چھت ہے اور اسے دو وقت کی روٹی بھی میسر ہے جبکہ بچوں کا تعلیمی نظام نہایت بہترین ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان اور بھارت کی آبادی کا بڑا حصہ آج بھی ان بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔

لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی آنکھوں کے علاج کے بعد پاک بھارت بہتر تعلقات کے فروغ کے لئے بذریعہ روڈ 21 ممالک میں امن کا سفر کروں گا جو لندن سے شروع کر کے پاکستان سے گزرتے ہوئے بھارت میں اختتام پذیر ہو گا۔ جس کا مقصد پاکستانی اور بھارتی لوگوں کو صرف یہ سوچنے پر مجبور کرنا ہو گا کہ پاک بھارت کے لوگ آپس میں تعلقات کیسے بہتر کر سکتے ہیں اور میں صرف انہی ممالک میں جاؤں گا جہاں زیادہ تعداد میں پاکستانی اور بھارتی شہری رہائش پذیر ہیں تاکہ ان سے ملاقاتیں کر کے میں یہ جان سکوں کہ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری زبان ایک ہے، ہمارا کلچر، کھانا پینا اور رہن سہن کافی حد تک ایک جیسا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات آج تک بہتر کیوں نہیں ہو سکے؟۔

میں نے اپنے اس سفر کو تین حصوں میں مکمل کرنے کا ارادہ کیا جس کے پہلے مرحلے میں یورپی یونین کے 13 ممالک اور دوسرے مرحلے میں عرب یونین کے 6 ممالک کا سفر اور پھر آخر میں پاکستان اور بھارت پہنچ کر اپنے اس امن اور دوستی کے سفر کو مکمل کرنا تھا۔ جبکہ یورپ اور عرب ممالک میں جانے کا مقصد یہی تھا کہ وہاں پر رہنے والے پاکستانی اور بھارتی تارکین وطن سے مل کر یہ بھی جان سکوں کہ کیا پاک بھارت تعلقات عرب اور یورپی یونین کی طرح بہتر ہو سکتے ہیں کہ نہیں۔ جنہوں نے امن معاہدوں کی بنیادوں پر لڑائی جھگڑوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہوئی ہے۔